امام المغازی محمد بن اسحاق

حصہ اول

از: عبدالحی مدنی
لیکچرار این ای ڈی یونیورسٹی کراچی

امام مسلم نے اپنی ''صحیح مسلم'' کے مقدمہ میں محمد بن سیرین کی روایت سے نقل کیا ہے۔ بے شک یہ علم دین ہے پس تم دیکھو کہ کس سے تم اپنا دین لے رہے ہو۔ پھر فرمایا علماء کرام پہلے سند کے متعلق نہیں پوچھتے تھے لیکن فتنہ واقع ہوگیا (حدیث گھڑنے کا فتنہ) تو علماء کرام حدیث بیان کرنے والوں سے کہا کرتے تھے کہ ہمیں اپنے راویوں کے نام بتادیں چنانچہ دیکھا جاتا تھا جو راوی اہل سنت میں سے ہوتا اس کی حدیث قبول کی جاتی تھی اور جو بدعتی ہوتا تھا اس کی حدیث رد کر دی جاتی ا۔

امام ابن ابی حاتم اپنی کتاب (الجرح والتعدیل) میں فرماتے ہیں جب ہم نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے معانی جاننے کا کوئی اور راستہ نہیں دیکھا سوائے روایت نقل کرنے کے تو ہم پر واجب ہے کہ ہم عادل ثقہ اہل حفظ ,معتمد راویوں اور ناقلین حدیث کو غفلت اور وہم کرنے والوں سے ,ض حافظ اور جھوٹ اور احادیث گھڑنے والوں سے الگ کر دیں ۲۔

اس سے ہر تحقیق کرنے والے پر علم الرجال (جرح وتعدیل) کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ کیونکہ اسی کے ذریعے احادیث کے درمیان تمیز ہوتی ہے اور اسی ذریعے سے ثقہ اور معتمد کو پہچانا جاتا ہے جس کی حدیث لی جاتی ہے اور اُس پر عمل ہوتا ہے اور وہ لوگ پہچانے جاتے ہیں جو

جھوٹے اور مبہم ہوں تو ان کی روایتوں سے اجتناب کیا جاتا ہے۔(والله المستعان و لاحول ولاقوة إلا بالله)۔

محمد بن اسحاق مغازی اور سیرت نگاری میں امام مانے جاتے ہیں اھل حل ونقد سے ان پر جرح منقول ھے تو علمائے بارزین کی کثیر تعداد نے ان کی تعدیل اور ثقاھت بھی ثابت کی ہے۔زیر نظر مضمون میں منصفانہ انداز میں دونوں پہلو بیان کر کے ثابت کیا گیا ہے کہ بلا شبہ محمد بن اسحاق امام المغازی ہیں اور اس فن میں ان کے اقوال قابل حجت ہیں۔

مضمون کی ترتیب وتبویب درج ذیل ہے۔

مبحث اول : ان کا نام،کنیت،نسب،تاریخ ولادت اوروفات۔

مبحث دوم : ان کا علمی سفر اساتذہ تلامذہ،اور تصنیف وتالیف۔

مبحث سوم : علمی مقام۔

مبحث چہارم : علماء کی ان پر جرح اور جوابات۔

مبحث اول: ان کا نام،نسب،کنیت،ولادت اوروفات

نسب

محمد بن اسحاق بن یسار بن خیار اور کہا گیا ہے کہ بن یسار بن ثانی المدینی مولیٰ قیس بن مخرمہ بن عبدالمطلب بن عبدمناف۔[3]

ان کے دادا یسار (عین تمر) نامی بستی کے قیدیوں میں سے تھے۔ جو انبار کے علاقہ کے قریب کوفہ کی مغربی بستی ہے تمر کے نام سے مشہور ہے۔اور پرانی بستی ہے۔ جسے مسلمانوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں خالد بن ولیدؓ کی قیادت میں ۱۲ھ میں فتح کیا۔

کنیت

ان کی کنیت ابو بکر بتائی گئی ہے۔علی بن المدینی، محمد بن اسماعیل البخاری، امام مسلم، احمد بن جعفر بن المنادی کا یہی قول ہے۔

جبکہ خلیفہ بن خیاط، محمد بن سعد، یعقوب بن ابی شیبہ نے ان کی کنیت ابو عبداللہ بتائی ہے۔[۴] مدینہ والوں میں سے ہیں اس لئے مدینی یا مدنی نسبت بیان کی جاتی ہے۔

ولادت

محمد بن اسحاق سنہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔بعض نے ان کی پیدائش کا سال ۸۵ھ بتایا ہے۔

وفات

بغداد میں رہے یہاں تک کہ ۱۵۱ھ میں بغداد ہی میں فوت ہوگئے۔اور خیزران کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ان کی تاریخ وفات ۱۵۲ھ اور ۱۴۴ھ بھی بتائی گئی ہے۔[۵]

مبحث دوم: ان کا علمی سفر اساتذہ، تلامذہ، اور تصنیف و تالیف

محمد بن اسحاق نے مدینہ سے کوفہ سفر کیا اسی طرح الجزیرہ، الری، بغداد حصول علم کے لیے گئے۔

۱۱۹ھ میں اسکندریہ کیطرف سفر کیا وہاں کے اکابر علماء سے روایت کی کہ امام محمد بن اسحاق کو یہ اعزاز حاصل ہے اکابر علماء نے ان سے روایت کی ہے مثلاً یزید بن ابی حبیب، قیس بن ابی یزید وغیرہ۔

اور اسی طرح حیرہ کی طرف سفر کیا اور ان کا قصہ ابی جعفر المنصور کے بیٹے کیلئے تالیف کرنا اسی سفر میں مشہور ہوا۔[۶]

اساتذہ:

امام محمد بن اسحاق کے اساتذہ وشیوخ مندرجہ ذیل ہیں ان کے والد اوران کے چچا موسی بن یساراورابان بن عثمان، بشیر بن یسار،سعید بن ابی ہند،سعید المقبر ی، ابوسفیان طلحہ بن نافع، عباس بن سہل بن سعد،عبدالرحمان بن ہرمزالاعرج، ،عمرو بن شعیب، محمد بن ابراہیم التیمی، ابو جعفرالباقر،مکحول الھذلی، نافع العمری، ابوسلمہ بن عبدالرحمان، فاطمہ بنت المنذر بن الزبیر، سعید بن کعب بن مالک الزھری، قاسم بن محمد،عکرمہ بن خالدالمخزومی،سعد بن ابراہیم،سعید بن عبید بن السباق، عاصم بن عمر بن قتادۃ،صدقۃ بن یسار، صلت بن عبداللہ،عبداللہ بن ابی بکر بن حزم،عبدالرحمان بن الاسود بن یزید النخعی،عبدالرحمان بن القاسم،عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر، محمد بن ابی امامۃ بن سہل،محمد بن طلحۃ بن یزید، ابی رکانۃ،محمد بن عمر بن عطاء،محمد بن المنکدر،محمد بن یحیٰ ین حبان، نبیہ بن وہب، یعقوب بن عتبہ، ابوعبیدۃ بن محمد بن عمار،محمد بن الزبیر الحنظلی، سلیمان بن سحیم،ابن طاؤس اور بہت سارے لوگ یہاں تک کہ صالح بن کیسان،محمد بن السائب الکلبی،روح بن القاسم،شعبۃ اورطائفۃ بھی استادرہے۔[۲۹]

مصر کی ایک جماعت سے بھی روایت کرتے ہیں ان میں سے عبیدالھل بن المغیرہ، یزید بن ابی حبیب، ثمامۃ بن شفی،عبیداللہ بن ابی جعفر، القاسم بن قرمان اور السکن بن ابی کریمہ ہیں ۔نوجوانی میں سعید بن المسیب کو پایا،انس بن مالک کودیکھا،عطا سے سنااورسالم بن عبداللہ بن عمرکواون پہنتے ہوئے دیکھا۔[۳۰]

یہ ساری تحقیق اس پر شاہد ہے کہ موصوف بچپن سے ہی مشائخ اورائمہ کی صحبت اورسماعت کے متلاشی اورحریص تھے۔

تلامذہ:

ان سے درج ذیل محدثین نے روایت کی ہے۔

یحی بن سعیدالانصاری تابعین میں سے تھے،شعبہ،ثوری،حمادان، ابوعوانہ،ہشیم، یزید بن

زریع، ابوشہاب الحناط، یحی بن زکریا بن ابی زائدۃ، زہیر بن معاویۃ، موسی بن اعین، جریر بن عبدالحمید، ابن عون، عبداللہ بن سعید بن ابی ھند۔ سفیان بن عیینہ، حفص بن غیاث، عبدۃ بن سلیمان، ابوخالد الاحمر، ابن ادریس، ابن نمیر، زیاد البکائی، سلمۃ الأبرش، سعدان بن یحی، عبدالاعلی السامی، محمد بن سلمۃ الحرانی، ابن فضیل، ابن ابی عدی، محمد بن یزید الواسطی، یزید بن ہارون، یونس بن بکیر، یعلی بن عبید، ان کے بھائی محمد بن عبید، عبدالرحمان بن مغراء، یحی بن سعید الاموی، ابوتمیلہ یحی بن واضح، احمد بن خالد الوھبی اور بہت سارے لوگوں نے ان سے روایت کی ہے جن کا شمار کرنا مشکل ہے۔9

اکابر علماء مصر نے بھی ان سے روایت کی ہے مثلاً قیس بن ابی یزید، اور یزید بن ابی حبیب اور یہ ان کے شیوخ میں سے بھی ہیں۔

اہل مدینہ میں سے ابراہیم بن سعد کے علاوہ کسی نے ان سے روایت نہیں کی کیونکہ انہوں نے شروع سے ہی مدینہ سے ہجرت کر لی تھی۔

پس اس تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ ان شاگرد بھی اس امت کے اکابر علماء بنے۔ جس سے ان کا مرتبہ اور بڑھ جاتا ہے اور ان کی روایات وعلم پر لوگوں کا اعتماد ظاہر ہوتا ہے۔

تالیفات:

ابن سعد کہتے ہیں: ابن اسحاق پہلا شخص ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے مغازی کو جمع کیا۔

۱۔الخلفاء۔ ۲۔المبدأ۔10

ممکن ہے کہ ان کی اور بھی کتابیں ہوں اس بنیاد پر کہ علی بن عبداللہ نے کہا تھا کہ:

> ''میں نے ابن اسحاق کی کتاب کو دیکھا تو سوائے دو احادیث کے ساری صحیح پائیں اور ممکن ہے کہ یہ دو حدیثیں بھی صحیح ہوں۔''11

مبحث سوم: علمی مقام، ان پر جرح اور جوابات

ابن شہاب نے ابن اسحاق کو آتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے:

''جب تک یہ کانا (ٹیڑھی آنکھ والا) حجاز میں ہوگا یہاں بہت زیادہ علم رہیگا''

ایک اور مقام پر فرمایا:

''مدینہ میں اس وقت تک بہت بڑا علمی ذخیرہ رہیگا جب تک ان میں ابن اسحاق ہے''۔ ۱۲

محمد بن اسحاق کے متعلق امام شعبہ کے مقالات:

محمد بن اسحاق حدیث میں ایمان والوں کے امیر ہیں۔ واقعات کو سب سے اچھا بیان کرنے والے ہیں اور ان کے متن (الفاظ) خوب یاد رکھنے والے ہیں۔ ۱۳

اگر حدیث میں کسی کو سردار بنایا جاتا تو محمد بن اسحاق کو سردار بنایا جاتا کہ محمد بن اسحاق حافظے کے لحاظ سے محدثین کے سردار ہیں۔ محمد بن اسحاق صدوق الحدیث ہیں۔ ۱۴

امام سفیان کے اقوال:

امام سفیان کہتے ہیں کہ محمد بن اسحاق حدیث میں مومنوں کے امیر ہیں۔

☆ احادیث کو سب سے اچھے انداز میں بیان کرنے والے

☆ عبارتوں کو سب سے اچھا یاد رکھنے والے ہیں۔ ۱۵

عبداللہ بن امام احمد کیا قوال:

☆ میرے والد (امام احمد بن حنبل) ان کی احادیث کو تلاش کرتے تھے۔ ان کی احادیث کو بہت لکھتے تھے اور ان کی احادیث اپنی مسند میں بھی ذکر کرتے تھے۔

☆ میں نے کبھی بھی اپنے والد کو ابن اسحاق کی احادیث سے کنارہ کشی کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

☆ امام احمد بن حنبل ابن اسحاق کی احادیث پر تعجب کرتے ہوئے مسکراتے تھے اور ان کی احادیث کو اچھا سمجھتے تھے۔ ۱۶

امام شافعی کا کہنا ہے کہ جو مغازی میں مہارت چاہتا ہے تو وہ ابن اسحاق کا محتاج ہے۔ ۱۷

امام ابوحاتم الرازی نے فرمایا کہ امام یونس بن کسر کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن اسحاق سے سنا کہتے تھے کہ میں نے مکہ میں ایک دفعہ مغازی کے واقعات یاد کیے لیکن میں بھول گیا پھر دوبارہ آیا تو میں نے دوبارہ یاد کر لیے۔ ۱۸

امام زہری نے محمد بن اسحاق کو آتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے ''مدینہ علم سے مالا مال رہے گا جب تک یہ کانا (ٹیڑھی آنکھ والا) حجاز میں ہوگا۔'' ۱۹

ابوزرعہ الدمشقی کہتے ہیں ابن اسحاق ایسا شخص ہے جن سے احادیث اخذ کرنے میں کبار علماء کا اتفاق ہے۔ ان میں سے سفیان، شعبہ، ابن عیینہ، حمادان، ابن المبارک اور ابراہیم بن سعد ہیں۔

☆ عبداللہ بن فایہ کہتے ہیں جب ہم محمد بن اسحاق کے پاس بیٹھتے علم کے کسی فن میں گفتگو شروع ہو جاتی تو مجلس برخواست ہونے تک اسی پر بحث ہوتی تھی۔ ۲۰

☆ ابراہیم بن حمزہ کہتے ہیں ''ابراہیم بن سعد کے پاس غیر مکرر اور مغازی کے علاوہ ابن اسحاق کی تقریباً سترہ ہزار احکام پر احادیث موجود تھیں۔

ابن سعد کہتے ہیں کہ ابن اسحاق پہلا شخص ہے جسے نبی ﷺ کے مغازی کو جمع کیا مدینہ سے بہت پہلے نکلے کوفہ، الجزیرۃ، الری اور بغداد گئے بغداد میں ہی وفات تک مقیم رہے۔ ۲۱

☆ خلیلی کہتے ہیں: محمد بن اسحاق بڑے عالم ہیں لیکن بخاری نے ان سے روایت مطول ہونے کی وجہ سے نہیں کی۔ اور ان سے استشہاد کے طور پر زیادہ روایت نبی ﷺ کے ایام احوال اور تاریخ روایت کی ہے۔ اور وہ روایت اور علم میں بڑا عالم اور ثقہ ہے۔

اور یہ بھی فرمایا کہ ابن ادریس حافظ کہتے ہیں۔ ابن اسحاق ثقہ کیوں نہیں ہو سکتے حالانکہ

انہوں نے اعرج کو سنا اور ان سے روایت کی۔

☆ اور پھر خلیلی کہتے ہیں کہ ابن اسحاق اپنے اساتذہ زھری، صالح، ابن کیسان، عقیل اور یونس سے روایت کرتے تھے۔۲۲

☆ جب ابن المبارک سے پوچھا گیا تو کہنے لگے میں نے ان کو سچا پایا۔ تین مرتبہ اس جملے کو دھرایا۔۲۳

☆ حاکم کہتے ہیں کہ بوشنجی کہتے ہیں وہ ہمارے نزدیک ثقہ ہے ثقہ ہے۔۲۴

☆ یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں میں نے ابن المدینی سے پوچھا کہ محمد بن اسحاق کی حدیث کسی ہے؟ صحیح ہے؟ فرمایا ہاں ان کی حدیث میرے نزدیک صحیح ہے۔ اور علی کو کہتے ہوئے سنا بیشک محمد بن اسحاق کی حدیث سے سچائی جھلکتی ہے۔

اور کہا: میں نے یحی بن معین سے پوچھا کیا آپ کے دل میں اس کی سچائی میں کوئی شک ہے ؟ تو فرمایا نہیں، وہ سچا ہے۔ یحی کہتے ہیں: ان سے حدیث لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔۲۵

☆ یعقوب کہتے ہیں میں نے ابن المدینی سے پوچھا آپ کے نزدیک ابن اسحاق کی حدیث کیسی ہے؟ فرمایا صحیح ہے۔۲۶

☆ ابن ادریس ابن اسحاق پر حیرت کرتے تھے، ان کو کثرت سے یاد کرتے تھے۔ ان کو علم، معرفت اور حفظ کی طرف منسوب کرتے تھے۔۲۷

☆ ابن عدی کہتے ہیں محمد بن اسحاق کی احادیث بہت زیادہ ہیں ان سے بڑے بڑے ائمہ نے روایت کی ہے اگر ان کا کوئی اعزاز نہ ہو سوائے یہ کہ انہوں نے بادشاہوں کو بے فائدہ کتابوں سے مشغول ہونے سے بچایا اور ان کی مصروفیت نبی کریم ﷺ کے مغازی، بعثت اور مبدأ خلق کی طرف پھیر دی تو یہ اعزاز ان کیلئے کافی ہے۔۲۸

☆ اثرم کہتے ہیں: میں نے احمد بن حنبل سے ان کے بارے میں پوچھا تو جواب دیا وہ حسن الحدیث (یعنی ثقہ) ہے۔۲۹

☆امام ذہبی کا کہنا ہے وہ العلامۃ حافظ الاخباری (زیادہ حدیثیں بیان کرنے والا) ہے۔ اورفرمایا: مغازی میں علامہ ہے۔۳۰

عاصم بن عمر بن قتادہ کا کہنا ہے: لوگوں میں علم رہے گا جب تک محمد بن اسحاق زندہ ہے اور وہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ حافظ الحدیث تھے۔۳۱

☆حسن بن علی الحلوانی کہتے ہیں: میں نے یزید بن ہارون کو کہتے ہوئے سنا: اگر میرے بس میں ہوتا تو میں ابن اسحاق کو محدثین کا امیر بناتا۔

☆یزید بن ہارون کا کہنا تھا: اگر علم حدیث میں کوئی سردار بنتا تو محمد بن اسحاق سردار بنتا۔۳۲

☆ابن سید الناس کہتے ہیں: ان سے ائمۃ العلماء نے روایت کی اورفرمایا: امام بخاری نے ان سے استشہاداً روایت لی ہے اور امام مسلم نے متابعات میں ابوالحسن بن القطان نے ان کی حدیثوں کو لوگوں کے اختلاف کی وجہ سے حسن کہا ہے۔۳۳

درج بالا تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ ائمہ کرام جن کی جرح وتعدیل کا اعتبار کیا جاتا ہے کہ محمد بن اسحاق کی قوت حافظہ، وسعت علمی اور مرتبہ علمی کی تعریف کی ہے۔ بلکہ ان میں سے بعض نے مطلقاً توثیق کی ہے۔ جن کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔محمد بن مسلم الزھری　۲۔شعبہ بن الحجاج　۳۔محمد بن اسماعیل البخاری

۴۔احمد بن عبداللہ العجلی　۵۔ابن سید الناس　۶۔علی بن المدینی

۷۔محمد بن ادریس الشافعی　۸۔عبداللہ بن فاید　۹۔عبدالرحمان بن عمرو (ابوزرعہ)

۱۰۔احمد بن حنبل　۱۱۔یزید بن ہارون　۱۲۔عبداللہ بن احمد بن حنبل

۱۳۔محمد بن احمد الذھبی　۱۴۔عبداللہ بن مبارک　۱۵۔ابن عدی

۱۶۔ابویعلی الخلیلی　۱۷۔محمد بن سعد　۱۸۔ابن حبان

۱۹۔الخطیب البغدادی ۲۰۔الحاکم ۲۱۔البوشنجی

۲۲۔علی الحلوانی

پس یہ دلیل ہے کہ ابن اسحاق نبی کریم ﷺ کے مغازی اور سیرت میں امام ہیں اور مغازی میں دلیل و حجت ہیں۔ان کی احکام پر حدیثیں بھی حسن درجہ سے کم نہیں۔ واللہ اعلم۔

علماء کے ان پر الزامات اور جوابات

ابن اسحاق پر ورج الزامات لگائے گئے۔

۱۔قدریہ کا الزام

۲۔جھوٹ کا الزام

۳۔شیعہ ہونے کا الزام

۴۔مدلس کا الزام

۵۔صفات کی احادیث کو روایت کرنے کا الزام

۶۔حدیث میں ضعف کا الزام

۷۔مجہولین اور ضعفاء سے روایت کرنے کا الزام

۸۔یہودیوں سے روایت کرنے کا الزام

۱۔پہلا الزام: قدریہ فرقہ سے ہونا

آ۔ امام ذہبی کہتے ہیں: حمید بن حبیب سے روایت کی گئی کہ انہوں نے اسحاق کو قدریہ میں ہونے کی وجہ سے کوڑے لگاتے ہوئے دیکھا۔امیر ابراہیم بن ہشام نے کوڑے لگائے ۳۴

ب خطیب بغدادی نے ابوزرعہ عبدالرحمان بن البصری کا قول نقل کیا۔ کہ میں نے امام مالک کے قول دُجَّیمَ کے متعلق گفتگو کی تو انہوں نے فرمایا یہ حدیث کی وجہ سے نہیں بلکہ قدریہ فرقہ سے ہونے کی وجہ سے ہے۔ ۳۵

ج۔ ابوعمر عبدالواحد بن محمد بن عبداللہ بن مہدی نے عبدالعزیز بن محمد الدراوردی سے نقل کیا کہ ہم محمد بن اسحاق کی مجلس میں علم حاصل کرتے تھے کہ ان کو غشی طاری ہوئی اور پھر جب ہوش آیا تو فرمایا میں نے ابھی نیند میں دیکھا کہ ایک شخص اپنی رسی لیے ہوئے مسجد میں آتا ہے اور اس رسی کو ایک گدھے کی گردن پر باندھے مسجد سے نکال دیتا ہے، بس ابھی کچھ دیر ہوئی کہ ایک شخص اپنی رسی لیے ہوئے مسجد میں داخل ہوتا ہے اور ابن اسحاق کی گردن کو باندھ کر مسجد سے نکال دیتا ہے پھر اسے حاکم کے پاس لایا جاتا ہے تو حاکم رسی کھول دیتا ہے۔

ابن ابی زبیر نے فرمایا: قدریہ کی وجہ سے ان کے ساتھ یہی سلوک ہوا۔ ۳۶

د۔ حسن بن علی العسیموی نے روایت کرتے ہوئے ہارون بن معروف سے نقل کیا کہتے ہوئے سنا کہ محمد بن اسحاق قدری تھے۔ ۳۷

ھ۔ علی بن حمد بن الحسین الدقاق نے محمد بن عبداللہ بن نمیر سے نقل کیا کہ محمد بن اسحاق پر قدریہ کا الزام لگایا گیا حالانکہ وہ اس سے بہت دور ہیں۔

ابن عیینہ نے فرمایا: ان پر لوگوں نے قدریہ کا الزام لگایا تھا۔ ۳۸

درج بالا روایات کے جوابات ہیں۔

۱۔ امام ذہبی کی روایت ضعیف صیغہ سے وارد ہوئی۔

۲۔ حمید بن حبیب کے حالات زندگی مجھے نہیں ملے اسلیئے ہم کسی واقعہ کو صحیح نہیں کہہ سکتے جب تک اس کے تمام راوی سچے نہ ہوں۔

۳۔ خطیب البغدادی کی روایت (ب) میں محمد بن عثمان بن الحسن القاضی النصیبی کذاب ہے۔۳۹
اور ابوزرعہ کی دُخیم کے بارے میں گفتگو، تو یہ دُخیم عبدالرحمان بن محمد الاسدی ہے جس کی حدیثیں موضوع ہیں۔۴۰

۴۔ روایت (ج) میں بھی سعید بن داؤد الزنبری ضعیف ہے۔۴۱

۵۔ اور روایت (د) میں بھی احمد بن زہیر ہے جو خود قدریہ فرقہ میں تھا اور اگر بالفرض یہ روایت صحیح بھی ہو تو شاید اس میں قدریہ کی کثرت بنانا مقصد تھا۔۴۲

۶۔ اور روایت (ھ) میں محمد بن عبداللہ بن نمیر ہے جس نے محمد بن اسحاق کو قدری نہیں مانا بلکہ یہ کہا ہے کہ وہ اس فرقہ سے بہت دور تھے۔

آخری روایت ابن عیینہ کی تھی تو اس میں یقینی طور پر نہیں کہا گیا کہ ابن اسحاق قدری تھے بلکہ ایک مجہول تہمت کا ذکر کیا گیا ہے۔

آخر میں ہم ابن سید الناس کا ابن اسحاق کے متعلق بے مثال اور لاجواب مقولہ ذکر کرتے ہیں۔ کہتے ہیں:

> ''ان پر جو تدلیس قدریہ اور تشیع کا الزام لگایا گیا ہے ان الزامات کی وجہ سے ان کی روایت رد نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی یہ کوئی بڑا عیب ہے... اور اسی طرح قدر اور تشیع رد کا تقاضا نہیں کرتا جب تک کوئی اور کمزوری نہ مل جائے اور ہمیں ان میں کوئی کمزوری نہیں ملی''۴۳

دوسرا الزام: جھوٹ کا

أ: ہشام بن عروۃ کی ابن اسحاق پر جھوٹ کی تہمت:

رازی نے فرمایا کہ عمر بن حبیب نے ہشام بن عروہ سے محمد بن اسحاق کے متعلق پوچھا تو

فرمایا: وہ جھوٹا ہے۔۴۴

غلاس نے فرمایا: ہم وہب بن جریر کے پاس تھے جب ہم ان سے فارغ ہو کر نکلے تو ہمارا گزر یحی بن القطان سے ہوا انہوں نے فرمایا تم لوگ کہاں تھے؟ ہم نے کہا کہ ہم وہب بن جریر کے پاس ان پر کتاب المغازی پڑھ رہے تھے جس کو ابن اسحاق نے روایت کیا تھا۔فرمایا تم لوگ بہت سارے جھوٹ لے کر واپس لوٹ رہے ہو۔

یحی بن قطان نے فرمایا: میں نے ان کی حدیث صرف اللہ کی وجہ سے چھوڑی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے۔

یحی بن القطان نے فرمایا کہ مجھے وھیب بن خالد نے کہا کہ یقیناً یہ جھوٹا ہے، میں نے وھیب سے پوچھا: آپ کو کیسے پتا؟ فرمایا مجھے مالک نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً یہ جھوٹا ہے میں نے مالک سے پوچھا آپ کو کیسے پتا؟ فرمایا مجھ سے ہشام بن عروہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً یہ جھوٹا ہے۔ میں نے ہشام سے پوچھا آپ کو کیسے پتا؟ فرمایا: اس نے میری بیوی سے روایت کی ہے۔۴۵

ہیثم بن خلف الدوری روایت کرتے ہیں کہ ہمیں احمد بن ابراہیم نے بیان کیا کہ ان سے ابو داؤد طیالسہ والے نے خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے ہشام بن عروہ سے سنا کہ ان سے کہا گیا کہ ابن اسحاق فاطمہ سے ایسی ایسی حدیث بیان کرتا ہے تو انہوں نے فرمایا: خبیث جھوٹ بولتا ہے۔۴۶

قطان نے ہشام سے روایت کی کہ ان کے سامنے ابن اسحاق کا ذکر ہوا تو فرمایا اللہ کا دشمن اور جھوٹا میری بیوی سے روایت کرتا ہے۔اس نے میری بیوی کو کہاں دیکھا؟۔

عقیلی نے فرمایا کہ ہمیں عباس بن الفضل الاسفاطی نے خبر دی کہ ان کو سلیمان بن داؤد نے خبر دی کہ ان کو یحی بن سعید نے خبر دی کہ ان کو وھیب نے خبر دی کہ انہوں نے ہشام بن عروہ کو کہتے ہوئے سنا ابن اسحاق جھوٹا ہے۔۴۷

ان گذشتہ روایات سے واضح ہوتا ہے کہ اس کا دارومدار ھشام بن عروہ جو فاطمہ بنت المنذر کے خاوند پر ہے۔

امام ذہبی نے فرمایا کہ امام ابن المدینی نے فرمایا کہ میں نے سفیان سے سنا جب ان سے ابن اسحاق کے متعلق سوال پوچھا گیا کہ ان سے مدینہ والے روایت کیوں نہیں کرتے؟ تو فرمایا میں ابن اسحاق کے ساتھ ستر سال سے زائد بیٹھتا رہا، اہل مدینہ میں سے کسی نے ان پر الزام نہیں لگایا اور نہ ہی ان کے بارے میں کچھ کہا، میں نے پوچھا کیا ابن اسحاق فاطمہ بنت المنذر کے پاس بیٹھتا تھا؟ فرمایا: انہوں نے مجھے خبر دی کہ فاطمہ نے ابن اسحاق کو حدیث بیان کی اور وہ انکے پاس بھی گیا۔

پس امام ذہبی نے آخر میں یہ بتایا وہ اس بات پر یقیناً سچا ہے۔ ۴۸

امام ذہبی نے یہ بھی فرمایا کہ ہشام اپنی قسم میں سچا ہے کہ ابن اسحاق نے ان کی بیوی کو نہیں دیکھا کیونکہ ابن اسحاق نے یہ نہیں کہا کہ انہوں نے ان کو دیکھا ہے بلکہ یہ ذکر کیا انہوں نے ان سے روایت کی ہے اور یہ صحیح ہے کیونکہ ہم بھی عورتوں سے روایت کرتے ہیں لیکن ہم نے کسی عورت کو نہیں دیکھا اور بہت سارے تابعین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں حالانکہ وہ کبھی بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کی صورت تک کو نہیں دیکھ سکے۔ ۴۹

یعقوب بن شیبہ نے فرمایا کہ میں نے علی یعنی ابن المدینی سے پوچھا کیا ہشام بن عروہ ابن اسحاق کے متعلق کلام کرتا ہے؟ علی نے فرمایا: ہشام کی یہ بات حجت نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ بچپن میں ان کی بیوی سے ملا ہو اور ان سے سنا ہو۔ ۵۰

امام ذہبی فرماتے ہیں: ممکن ہے کہ یہ عورت ابن اسحاق کی رضاعی خالہ ہو جس کی وجہ سے وہ ان پر داخل ہوتے تھے اور ہشام کو یہ پتا نہ ہو کہ یہ ان کی خالہ یا پھوپھی ہیں۔ ۵۱

ابن سید الناس نے فرمایا: کہ ابو حاتم ابن حبان نے ان کو اپنی کتاب الثقات میں ذکر کیا اور فرمایا کہ ان کے متعلق دو اشخاص نے کلام کیا۔ ہشام اور مالک۔

ہشام نے فاطمہ سے سماع کا انکار کیا اور جس بنیاد پر جرح کی ہے۔وہ درست ہیں کیونکہ اسود اور علقمہ جیسے تابعین نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بغیر دیکھے سنا ان کی آواز سنی تو اس طرح ابن اسحاق نے بھی فاطمہ سے سنا جبکہ دونوں کے بیچ پردہ لٹکا ہوا ہوگا۔۵۲

عبداللہ بن احمد نے فرمایا: میں نے اپنے والد کو ابن اسحاق کی حدیث بیان کی تو انہوں فرمایا: ہشام کیوں اس سماع کا انکار کرتا ہے؟ شاید کہا ابن اسحاق آیا اجازت مانگی اور انہوں نے اجازت دے دی ہو۔انہوں نے یہ بھی فرمایا: ان کو (یعنی ہشام کو) پتا نہیں چلا۔۵۳

امام ذہبی نے فرمایا: میں نے اس کا جواب دے دیا اور اس شخص کا جس نے کہا کہ انہوں نے ان کو دیکھا، کیا اس طرح کی باتوں سے اہل علم کی تکذیب کی جا سکتی ہے؟ پس یہ اعتراض باطل ہے۔۵۴

تو پتا چلا کہ گزشتہ تمام روایات میں ابن ہشام پر جھوٹ کا الزام کا سبب اور دارو مدار ہشام بن عروہ ہے کیونکہ ابن اسحاق فاطمہ بنت منذر سے روایت کرتے ہیں اور ہشام اپنی بیوی کا دفاع کرتے ہوئے ان پر جھوٹ کا الزام لگاتا ہے حالانکہ یہ تہمت بالکل لغو اور غیر معتبر ہے۔واللہ اعلم۔

(ب) مالک کا ابن اسحاق پر جھوٹ کا الزام

مالک نے ہشام بن عروہ کا قول نقل کیا ہے۔جس میں انہوں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ ابن اسحاق یقیناً جھوٹا ہے۔۵۵

رازی نے فرمایا: ہمیں مسلم بن الحجاج النیسابوری نے خبر دیتے ہوئے فرمایا ہمیں اسحاق بن راھویہ نے خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں ابن ادریس نے خبر دیتے ہوئے فرمایا میں مالک بن انس کے پاس تھا تو ایک شخص نے ان سے کہا اے ابوعبداللہ میں ''الری'' نامی مقام پر ابوعبیداللہ اور پھر محمد بن اسحاق کے پاس تھا تو محمد بن اسحاق نے کہا مجھ پر مالک کا علم پیش کر دپس مالک نے فرمایا: یہ تو دجال ہے۔کیا یہ اس طرح کہتا ہے کہ مجھ پر ان کا علم پیش کیا جائے۔۵۶

عباس العنبری نے فرمایا کہ میں نے ابوالولید سے سنا کہ مجھے وہب نے خبر دیتے ہوئے فرمایا : میں نے مالک سے محمد بن اسحاق کے متعلق پوچھا تو انہوں نے ان پر جھوٹ کا الزام لگایا۔ ۵۷

ابو جعفر العقیلی نے فرمایا کہ مجھے اسلم بن سہل نے خبر دی کہ مجھے محمد بن عمرو بن عون نے خبر دی کہ مجھے حمد بن عمرو بن عون خبر دی کہ مجھے محمد بن یحی بن سعید القطان نے خبر دی کہ میرے والد نے مالک کو کہتے ہوئے سنا : اے اہل عراق ! جو بھی فساد کرے گا تو وہ محمد بن اسحاق کو پکڑے۔ ۵۸

خطیب نے فرمایا کہ مالک بن انس ابن اسحاق کو برا بھلا کہتا تھا۔ ہمیں ابوبکر البرقانی نے خبر دی کہ ان کو حسین بن علی التمیمی نے خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق نے فرمایا کہ ہمیں المیمونی نے فرمایا کہ میں نے ابوالولید ہشام بن عبدالملک کو کہتے ہوئے سنا کہ مالک بن انس ابن اسحاق کے متعلق بری رائے رکھتے تھے۔

یہی محمد بن الحسین القطان نے خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں دعلج بن احمد نے خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں احمد بن علی الابار نے خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں ابراہیم بن زیادہ سبلان نے خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں حسین بن عروۃ نے فرمایا کہ میں نے مالک بن انس کو کہتے ہوئے سنا کہ محمد بن اسحاق جھوٹا ہے۔ ۵۹

ابن حبان نے فرمایا کہ ابن اسحاق کے متعلق دو اشخاص نے کلام کیا۔ ہشام بن عروہ اور مالک بن انس۔ مالک بن انس نے صرف ایک مرتبہ ذکر کیا ہے اور پھر اس قول سے بھی رجوع کرلیا اور یہ اس وجہ سے کہ مدینہ میں ایسا کوئی شخص نہیں جو لوگوں کے نسب اور ایام محمد بن اسحاق سے زیادہ جانتا ہو اور ان کا گمان یہ ہے کہ ذو اصبح میں سے یہی ہیں ان کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے، پس جب مالک نے موطا کی تصنیف کی تو ابن اسحاق نے فرمایا : میرے پاس لے آؤ۔ یہ بات مالک تک پہنچائی گئی تو انہوں نے فرمایا یہ دجالوں میں سے ایک دجال ہے ۔ یہودی سے روایت کرتا ہے۔

پس اسی طرح دونوں کے درمیان خلفشار پیدا ہوگیا جیسا کہ دوسرے لوگوں کے درمیان پیدا ہوتا ہے یہاں تک محمد بن اسحاق نے عراق کی طرف جانے کا ارادہ کرلیا تو دونوں کے درمیان صلح ہو گئی اور مالک نے ان کو الوداع کرتے ہوئے پچاس دینار اور اس سال کا اپنا نصف غلہ دے دیا۔

حواشی

۱۔ صحیح مسلم، مسلم بن الحجاج الثقفی، جلد۱، صفحہ۱۵، داراحیاء التراث العربی بیروت

۲۔ الجرح والتعدیل، ابن ابی حاتم الرازی، جلد۱، صفحہ ۱۱۵، طبع حیدرآباد الھند

۳۔ الطبقات الکبریٰ، ابن سعد، جلد ۷، صفحہ۳۲۱۔۳۲۲، طبع دار الکتاب العربی بیروت، سیر اعلام النبلاء، للذھبی، جلد۷، صفحہ۳۳۔۵۵، طبع مؤسسۃ الرسالۃ، تھذیب التھذیب، للحافظ ابن حجر العسقلانی، جلد ۹، صفحہ ۳۸۔ ۴۶، طبع دار الصادر بیروت

۴۔ تاریخ بغداد، جلد۱، صفحہ۲۱۵۔۲۱۷

۵۔ الطبقات، ابن سعد، جلد۷ صفحہ۳۲۱، تاریخ بغداد جلد۱ صفحہ ۲۳۲۔۲۳۳

۶۔ الطبقات الکبریٰ ابن سعد ۷/ ۳۲۱، تاریخ بغداد ۱/ ۲۱۴، وفیات الأعیان، ابن خلکان ۴/ ۲۷۷، طبع دارالصادر بیروت

۷۔ تاریخ بغداد ۱/ ۲۳۱، سیر اعلام النبلاء ۷/ ۴۱

۸۔ معجم المؤلفین، عمر رضا کحالۃ، طبع داراحیاء التراث العربی، بیروت

۹۔ سیر اعلام النبلاء، للذھبی، جلد۷ صفحہ۳۳

۱۰۔ تاریخ بغداد، جلد۱ صفحہ ۲۱۸۔۲۲۰

۱۱۔ الثقات، ابن حبان، جلد۷، صفحہ۳۸۳۔۳۸۴، طبع حیدرآباد ۱۴۰۱ھ

۱۲۔ تاریخ بغداد، جلد۱، صفحہ۲۲۰

۱۳۔ الجرح والتعدیل، جلد۷، صفحہ۱۹۲

۱۴۔ سیر اعلام النبلاء، للذھبی، جلد۷، صفحہ ۳۶

۱۵۔ تاریخ بغداد، جلد۱، صفحہ۲۳۳

۱۶۔ تاریخ بغداد، جلد۱، صفحہ۲۲۰

۱۷۔ سیر اعلام النبلاء، للذھبی، جلد۷، صفحہ۵۴

۱۸۔ الجرح والتعدیل ،جلد ۱،صفحہ ۱۹۲۔۱۹۱

۱۹۔ تاریخ بغداد ،جلد ۱،صفحہ: ۲۲۰

۲۰۔ الطبقات ،ابن سعد ،جلد ۴،صفحہ ۳۲۲

۲۱۔ الثقات ، لِابن حبان ،جلد ۷،صفحہ ۳۸۳

۲۲۔ تاریخ الثقات ، جلد ۱،صفحہ ۲۲۸

۲۳۔ تھذیب التھذیب ، لابن حجر،جلد ۹ ،صفحہ ۴۶

۲۴۔ تھذیب التھذیب ، لابن حجر،جلد ۹ ،صفحہ ۴۲۔۴۳

۲۵۔ تھذیب التھذیب ، لابن حجر،جلد ۹ ،صفحہ ۴۲۔۴۳

۲۶۔ تھذیب التھذیب ، لابن حجر،جلد ۹ ،صفحہ ۴۲۔۴۳

۲۷۔ عیون الأ ثر،جلد ۱،صفحہ ۹۔۱۰

۲۸۔ عیون الاثر ۱/ ۱۰

۲۹۔ سیر اعلام النبلاء ۷/ ۳۳

۳۰۔ تاریخ بغداد ۱/ ۲۱۱۔۲۲۰،سیر اعلام النبلاء ۷/ ۳۹

۳۱۔ سیر اعلام النبلاء ۳/ ۵۴،الجرح و والتعدیل ابن ابی حاتم الرازی ۷/ ۱۹۲

۳۲۔ عیون الاثر ۱/ ۸۔۱۳

۳۳۔ میزان الأ عتدال للذھبی ۳/ ۴۷۲،طبع دار المعرفۃ بیروت

۳۴۔ تاریخ بغداد ۱/ ۲۲۴،سیر اعلام النبلاء ۷/ ۴۲

۳۵۔ تاریخ بغداد ۱/ ۲۲۵۔۲۲۶،سیر اعلام النبلاء ۷/ ۴۳

۳۶۔ تاریخ بغداد ۱/ ۲۲۵۔۲۲۶،سیر اعلام النبلاء ۷/ ۴۳

۳۷۔ تاریخ بغداد ۱/ ۲۲۵۔۲۲۶،سیر اعلام النبلاء ۷/ ۴۳

۳۸۔ تاریخ بغداد ۳/ ۵۱

۳۹۔ لسان المیزان للإمام ابن حجر العسقلانی ۲/ ۴۲۹، طبع دار احیاء التراث العربی، بیروت
۴۰۔ الکاشف ۱/ ۴ ۲۸، میزان الاعتدال ۲/ ۱۳۳
۴۱۔ لسان المیزان ۱/ ۱۷۴
۴۲۔ سیر اعلام النبلاء ۷/ ۴۹۔۵۲، تاریخ بغداد ۱/ ۲۲۲
۴۳۔ سیر اعلام النبلاء ۷/ ۴۸
۴۵۔ سیر اعلام النبلاء ۷/ ۳۷
۴۶۔ سیر اعلام النبلاء ۷/ ۳۸
۴۷۔ سیر اعلام النبلاء ۷/ ۴۴
۴۸۔ سیر اعلام النبلاء ۷/ ۵۰
۴۹۔ عیون الأثر ۱/ ۱۶
۵۰۔ تاریخ بغداد ۱/ ۲۲۲۔۲۲۳
۵۱۔ میزان اعتدال ۳/ ۴۷۱
۵۲۔ عیون الأثر ۱/ ۱۲
۵۳۔ الجرح والتعدیل ۷/ ۱۹۳، سیر اعلام النبلاء ۷/ ۵۰
۵۴۔ سیر اعلام النبلاء ۷/ ۴۹
۵۵۔ سیر اعلام النبلاء ۷/ ۵۳
۵۶۔ تاریخ بغداد ۱/ ۲۲۳
۵۷۔ سیر اعلام النبلاء ۷/ ۳۹
۵۸۔ سیر اعلام النبلاء ۷/ ۴۰۔۴۱
۵۹۔ عیون الأثر ۱/ ۱۲، میزان الأعتدال ۳/ ۴۷۱